بیان الفوائد
فی حل
شرح العقائد
مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی
استاذ دارالعلوم دیوبند
مکتبہ سید احمد شہید

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات - ۱۶

سن اشاعت ۲۰۰۴ء

محمد شاہد عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

بیان الفوائد

فی

حل شرح العقائد

علم کلام میں علامہ تفتازانی کی شاہکار تالیف "شرح عقائد نسفی" کی ایسی اردو شرح جس میں
عبارت حل کرنیکے ساتھ تمام مشکل بحثوں کو ممکن حد تک آسان کرنیکی کوشش کی گئی ہے

حصہ دوم

تالیف

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

استاذ دار العلوم دیوبند

مکتبہ سید احمد شہید

بالمقابل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فہرس شرح العقائد (حصہ دوم)

قولہ: لولم تکن الخلافۃ حقالہ: یعنی اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مستحق خلافت نہ ہوتے تو صحابہ ان کی خلافت پر اجماع نہ کرتے کیونکہ از روئے حدیث یہ امت کبھی باطل پر اجماع نہ کرے گی۔ بالخصوص اصحاب رسول جو انبیاء کے بعد افضل البشر ہیں۔

قولہ: وما وقع من الاختلافات والمحاربات الخ اشارہ جنگ جمل اور صفین کی طرف ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں نزاع کی وجہ سے نہیں بلکہ خطاء اجتہادی کی وجہ سے ہوئی حضرت علیؓ کو قاتلین عثمانؓ سے فوری قصاص لینے میں بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے ان کا خیال تھا کہ جب تک خلافت کو استحکام حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک اس مسئلہ کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ دوسری جانب حضرت معاویہؓ کے گروہ والے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیش پیش تھیں فوری قصاص کو ضروری سمجھتے تھے۔ تاکہ عوام الناس اکابر پر ظلم و زیادتی کرنے پر جری نہ ہو جائیں۔

والخلافۃ ثلثون سنۃ ثم بعدھا ملک وامارۃ لقولہ علیہ السلام الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ، ثم یصیر بعدھا ملکا عضوضا، وقد استشھد علیؓ علی رأس ثلثین سنۃ من وفات رسول اللہ علیہ السلام، فمعاویۃؓ ومن بعدہ لایکونون خلفاء بل ملوکا وامراء، وھذا مشکل، لان اھل الحل والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء العباسیۃ وبعض المروانیۃ، کعمر بن عبد العزیز مثلا ولعل المراد ان الخلافۃ الکاملۃ التی لایشوبھا شئ من المخالفۃ ومیل عن المتابعۃ تکون ثلثین سنۃ، وبعدھا قد تکون وقد لاتکون، ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب، وانما الخلاف فی انہ یجب علی اللہ او علی الخلق، بدلیل سمعی او عقلی، والمذھب انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ، ولان الامۃ قد جعلوا اھم المھمات بعد وفات النبی علیہ السلام نصب الامام، حتی قدموہ علی الدفن، وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات الشرعیۃ یتوقف علیہ، کما اشار الیہ بقولہ۔

ترجمہ اور خلافت تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت اور امارت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے کی وجہ سے کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی پھر اس کے بعد ظالم سلطنت ہوگی اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیس سال پورا ہونے پر شہید ہو گئے۔ پھر تو معاویہ اور ان کے بعد کے حضرات خلیفہ نہ ہوں گے، بلکہ بادشاہ

اور امیر ہوں گے۔ اور یہ اشکال پیدا کرنے والی بات ہے کیونکہ امت کے ارباب حل و عقد خلفاء عباسیہ اور بعض مروانیہ مثلاً حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت پر متفق تھے اور شاید حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خلافت کاملہ جس میں (قانون اسلام) کی خلاف ورزی اور اتباع شریعت سے اعراض کی کچھ بھی آمیزش نہ ہو تیس ۳۰ سال تک رہے گی اور اس کے بعد کبھی ہوگی اور کبھی نہ ہوگی۔ پھر اجماع اس بات پر ہے کہ امام (اور خلیفہ) مقرر کرنا واجب ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ اللہ پر واجب ہے یا مخلوق پر، دلیل سمعی سے واجب ہے یا عقلی سے، اور (اہل حق کا) مذہب یہ ہے کہ مخلوق پر دلیل سمعی سے واجب ہے۔ نبی علیہ السلام کے ارشاد فرمانے کی وجہ سے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اسے اپنے زمانہ کے امام اور خلیفہ کا پتہ ہی نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا اور اس لئے کہ امت نے نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد سب سے اہم کام امام اور خلیفہ مقرر کرنے کو قرار دیا۔ حتی کہ اس کو (نبی علیہ السلام کی) تدفین پر بھی مقدم کیا۔ اسی طرح ہر امام کی موت کے بعد اس کی تدفین سے پہلے اگلا خلیفہ منتخب کیا) اور اس لئے کہ بہت سے واجبات شرعیہ امام پر موقوف ہیں۔ (جو اس کے بغیر انجام ہی نہیں پا سکتے) جیسا کہ ماتن رح نے اپنے اگلے قول میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

تشریح خلافت یعنی اقامت دین کے سلسلہ میں نبی علیہ السلام کی نیابت آپ کی پیشین گوئی کے مطابق تسلسل کے ساتھ تیس سال تک رہی ہے جو حضرت علی رض کی شہادت پر تقریباً پورے ہو گئے۔ حقیقۃً تیس سال اس وقت پورے ہوئے جب حضرت حسن بن علی رض چھ ماہ تک خلافت کی باگ ڈور سنبھالے رہنے کے بعد حضرت معاویہ رض کے حق میں دست بردار ہوئے۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر رض کا زمانۂ خلافت دو سال تین ماہ ہے اور حضرت عمر رض کا دور خلافت دس سال چھ ماہ ہے اور حضرت عثمان رض کا دور خلافت بارہ سال اور حضرت علی رض کا دور خلافت چار سال نو ماہ ہے کل مجموعہ انتیس سال چھ ماہ ہوا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حقیقۃً تیس سال پورے نہیں ہوتے بلکہ تقریباً تیس سال ہوتے ہیں۔

قولہ: وھذا مشکل الخ اشکال واضح ہے اور شارح رح نے لعل المراد الخ سے جو جواب دیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث "الخلافۃ بعدی ثلاثون عاماً" میں خلافت سے خلافت کاملہ یعنی خلافت علی منہاج النبوت مراد ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متواتر اور مسلسل خلافت کاملہ کا دور تیس سال تک رہے گا۔ پھر تسلسل ٹوٹ جائے گا۔ کبھی ایسی خلافت ہوگی اور کبھی نہ ہوگی۔

قولہ: ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب الخ صرف اہل السنت ہی نہیں بلکہ